وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝ ۲۴ اسراء
(ترجمہ) اور کہہ دے اے رب
ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا

مُحسنۂ انسانیت

از قلم

قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہ

شائع کردہ

قاضی محمد اسعد الحسینی

حسینی منزل نزد جامعہ مدنیہ اٹک شہر (پنجاب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝

(ترجمہ) اور کہہ دے اے رب
ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا

○

مُحسنہ اِنسانیّت

ازقلم

قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہ

شائع کردہ

قاضی محمد اسعد الحسینی

حُسینی منزل نزد جامعہ مدنیہ اٹک شہر (پنجاب)

نام کتاب ـــــــ تُحفۂ انسانیت

افادات ـــــــ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہٗ

سائز ـــــــ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ ۱۹ سطر

ضخامت ـــــــ ۳۲ صفحات

کتابت ـــــــ ابو عثمان محمد لطیف کیلانی حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

طبع بار اوّل ـــــــ شوال سنہ ۱۴۱۲ھ / اپریل سنہ ۱۹۹۲ء

تعداد بار اوّل ـــــــ ایک ہزار (۱۰۰۰)

پرنٹرز ـــــــ فیاض مستغیر پرنٹرز لاہور

ھدیہ ـــــــ ۶/- روپے

ناشر ـــــــ حُسینی منزل نزد جامعہ مدنیہ اٹک شہر

فہرست مضامین

برائے ایصالِ ثواب

بر روحِ پُرفتوح والدہ ماجدہ سعیدہ شہیدہ جن کی مقدس گود کئی سال میرا گہوارہ رہی اور جن کی محبت میں ڈوبی ہوئی آواز آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس پاکیزہ مٹی کے ذرّہ ذرّہ پر اپنی رحمت کی بارش برساتا رہے اور اس سے سدا بہار پھول ہمیشہ نکلتے اور مہکتے رہیں اور مجھے اور میری اولاد کو ان کے روح کو معطر کرنے کے لیے ایصالِ ثواب کی سعادت بخشتے رہیں۔ آمین یارب العالمین

اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا

محمّد زاھد غفرلہٗ

۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء

ف:۔ چونکہ بعض اوقات کتابوں اور رسائل کی حفاظت نہیں کی جاتی جس سے آیاتِ قرآنی اور احادیث کی بے ادبی ہوتی ہے، اس لیے اس رسالہ میں آیات اور احادیث کے متن کو کم ذکر کیا گیا ہے، ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

والدہ محترمہ کا مختصر تذکرہ

آج سے تقریباً ڈیڑھ دو سو سال پہلے صوبہ سرحد کے قصبہ نڑی سے میاں نور گل مرحوم شمس آباد آکر آباد ہوئے جن کے بڑے بیٹے کا اسمِ گرامی میاں محمد گل تھا، میاں گل محمد صاحبؒ فارسی زبان کے درسِ نظامی کے فاضل مدرس تھے، علاقہ کے بعض علماءِ کرام نے آپ سے فارسی کی کتابیں پڑھی تھیں، احقر نے بھی ان سے ان کی آخری عمر میں زلیخا کا کچھ حصہ پڑھا تھا، آپ قصبہ کے واحد واعظ خوش بیان تھے، چند مساجد میں امامت اور خطابت کی خدمت کے ساتھ ساتھ قرآنِ عزیز کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

والدۂ محترمہ حضرت میاں گُل محمد صاحبؒ کی چھوٹی صاحبزادی تھیں، آپ کو حضرت والد ماجد الحاج قاضی غلام جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کے حبالۂ عقد میں آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ تقریباً چودہ پندرہ سال کی اس رفاقت کے بعد محرم الحرام ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۴ء بروز جمعرات شہادت کی موت سے سرفراز ہوئیں۔

ف:- میرے چھوٹے بھائی کی زچگی کی حالت میں انتقال فرمایا۔ ایسی موت کے بارہ میں سیّدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

والمراۃ تموت بجمع (مشکوٰۃ)

وہ عورت بھی شہید ہے جو زچگی میں مرجائے۔

مزار مبارک شمس آباد میں ہے۔ یہ عجیب سعادت مندی ہے کہ حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کی وفات ۱۳۴۸ھ میں ہوئی تو آپ کا مزار والدہ محترمہ کے سرہانے ہوا، اس طرح جس ذاتِ عالی کی خدمت میں زندگی گذاری تھی ان کے قدموں میں سعادت نصیب ہوئی اور قیامت کے دن ان ہی کا ساتھ نصیب ہوگا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ رحمۃ اللہ علیہما وعلیٰ کل المسلمین۔ آمین

والد ماجد نور اللہ مرقدہ

کا اسم گرامی قاضی غلام جیلانی ہے۔ آپ عظیم داعی، فقیہ النفس اور ولی کامل تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ بالاکوٹ کے پوتے مولانا عبدالاول جونپوریؒ نے آپ کو محی الدین کے لقب سے نوازا تھا۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ نے آپ کو الحزب الاعظم اور حزب البحر کی بالمشافہ اجازت سے نوازا تھا۔ آپ کے مفصل حالات "چودھویں صدی کا محی الدین" میں درج ہیں۔

مُقدّمہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ اس چیز کو زیادہ توجہ سے نہیں دیکھتا نہ اس کی قدر کرتا ہے جو اس کے لیے بہت ضروری ہے مگر عام طور پر مل جاتی ہے بلکہ سستی مل جاتی ہے، اور اُس چیز کی قدر کرتا ہے جو زیادہ ضروری نہیں مگر قیمت دے کر خریدی جاتی ہے۔ جیسا کہ پانی زندگی کے لیے ضروری ہے اگر پانی نہ ہو تو زندگی ختم ہو جاتی ہے، مگر چونکہ پانی مُفت مل جاتا ہے اِس لیے اس کی قدر نہیں کی جاتی، اور دُودھ زندگی کے لیے اس قدر ضروری نہیں مگر قیمت دے کر خریدا جاتا ہے اس لیے اس کی قدر کی جاتی ہے۔

اِسی طرح کچھ کلمات اور اعمال ایسے ہیں کہ ان سے دونوں جہان بہتر ہو سکتے ہیں، ان کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے مگر وہ آسان ہیں اور مُفت ہیں اس لیے ان کی قدر نہیں کی جاتی جبکہ اُن اعمال کی قدر کی جاتی ہے جو زیادہ محنت سے حاصل ہوتے ہیں، جیسا کہ زبان سے ایک بار اللہ کہنے سے چالیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر کہنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، قیامت میں عذاب سے نجات کا سبب ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔

اسی طرح انسان کو اپنی زندگی میں کئی انسانوں سے ملنا جلنا ہوتا ہے مگر وہ مہمان کا احترام کرتا ہے لیکن ماں باپ کی طرف توجہ نہیں کرتا کہ یہ ہر وقت مل جاتے ہیں اور مفت میں مل جاتے ہیں، حالانکہ ماں باپ کے بارہ میں سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ تیرے لیے جنّت بھی ہیں اور دوزخ بھی" — یعنی اگر اُن کو راضی رکھا تو جنّت ملے گی اور اگر یہ ناراض ہو گئے تو دوزخ کا خطرہ ہے۔

مگر آجکل کے لادینی دور میں ماں باپ کا ادب اور احترام ختم ہو رہا ہے خاص کر ماں کو (نعوذ باللہ) ذلّت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور پھر اُس ماں کو جس نے صرف اولاد کو پالنے کے لیے بیوگی گذاری، اپنی زندگی کے سارے آرام اور ارمان قربان کر کے اولاد کو پالا، پڑھایا لکھایا، جب وہ اولاد خصوصاً بیٹا جوان ہوتا ہے اور برسرِ روزگار ہو جاتا ہے تو ماں کے دل کو زخمی کرتا ہے اس سے بد دُعا لیتا ہے۔

ان چند اوراق میں والدین خصوصاً والدہ کے کچھ حقوق کو ہدیۂ ناظرین کیا گیا ہے۔ جن کے ماں باپ زندہ ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے دُعا لینے کی توفیق عطا فرمائے اور جن کے فوت ہو چکے ہیں اُن کے لیے ایصالِ ثواب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مُخلص

قاضی محمد زاہد الحسینی غُفرلہٗ

محسنۂ انسانیت کی ممتاز حیثیت

یہ امر فطرتی ہے کہ ایک انسان خواہ بہت ہی عمر رسیدہ ہو جائے اور وہ اپنی طاقت اور قوت کے لحاظ سے آہنی ہی کیوں نہ ہو جب کسی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے تو غیر ارادی طور پر ماں کو یاد کرتا ہے اور وہ لاشعوری طور پر بھی یہ سمجھتا ہے کہ میری اس پریشانی کا حل ماں ہی ہو سکتی ہے، اگرچہ نسب اور ولایت میں والد کو ہی اختیار اور اقتدار حاصل ہے مگر وطن اور زبان اور دوسرے چند معاشرتی امور میں ماں ہی کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مادری زبان، مادری وطن وغیرہما معاشرت میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں، اور عربی زبان میں جو اُمّ الالسنہ[1] (سب زبانوں کی ماں ہے) ہے۔ ماں کو اُمّ کہا جاتا ہے یعنی جوہرِ انسانی کا اصل ماں ہے۔ قرآنِ عزیز میں مکہ مکرمہ کو اُمّ القریٰ[2] کا لقب دیا (یعنی سب بستیوں کی ماں اور اصل) قرآنِ عزیز نے بھی ماں کو اُمّ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

مگر دورِ حاضر کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے کہ اسلام کے سوا کسی بھی تہذیب اور تمدن میں آج تک ماں باپ کے احترام اور حقوق کے لیے کوئی قانون اور ضابطہ

---

[1] اس موضوع پر میرا وہ مقالہ مطالعہ فرمائیں جو ۱۹۴۹ء میں پہلی موتمر عالم اسلامی کانفرنس منعقدہ کراچی میں زیر صدارت علامہ معصومی شیخ الحرم نمائندہ سلطان عبدالعزیز پڑھا گیا۔

[2] سورۃ الانعام آیت ۹۲

وضع نہیں کیا گیا بلکہ آج کی لادینی تہذیب میں تو بوڑھے ماں باپ کے لیے اولڈ مین ٹاؤن (OLD MAN TOWN) تیار کیے جاتے ہیں جن میں وہ بے بسی اور ذلّت کی زندگی گذار کر ذلت اور بے کسی کی موت مر جاتے ہیں۔ اِسلام دینِ رحمت ہے اُس نے انسان کی زندگی کے تمام حالات، اطوار اور درجات کے لیے احکام ارشاد فرمائے ہیں۔

محسنۂ انسانیّت کی قُربانی

اِس جہانِ رنگ و بُو میں انسانوں کے کئی مُحسن ہیں۔ بُھوکے کو کھلانے والا، ننگے کو کپڑا پہنانے والا، بیمار کو دوا دینے والا، جاہل کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے والا، راہِ راست سے بھٹکنے والوں کو رُشد و ہدایت سے سرفراز کرنے والا، اِسی طرح ہر رُوحانی اور مادّی، بدنی اور مالی احسانات کرنے والے کے احسانات بجا اور اپنی جگہ ایک حیثیت رکھتے ہیں اور اسلام میں ہر مُحسن کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ یہ فطرتی امر ہے جو اِنسان کے سوا بھی ہر مخلوق میں ودیعت ہے۔ چارپائے، پرندے بلکہ وہ مخلوق جسے بدترین مخلوق کہا جاتا ہے اُس میں بھی یہ جذبہ موجود ہے۔ جیسا کہ اگر کُتے کو پتھر مارا جائے تو وہ بھونکتا ہے اور روٹی، پانی دینے پر وہ دُم ہلا کر شُکریہ ادا کرتا ہے۔

مگر یہ تمام احسانات اُس قربانی اور احسان کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے جو ماں اپنی اولاد کے لیے دیتی ہے۔ ہر ماں اپنے آپ کو موت کے دروازہ پر پہنچا کر

ایک انسان کو جنم دیتی ہے بلکہ بعض اوقات خود تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے مگر ایک انسان کو عدم سے وجود میں لے آتی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ قرآنِ عزیز میں اللہ تعالیٰ نے جو منعمِ حقیقی اور محسنِ حقیقی ہے اپنا شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی والدین کا شکریہ ادا کرنے کا حکم بھی دیا کہ سارے احسانات کا ذریعہ ماں باپ ہی ہیں، ارشاد فرمایا:۔

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ (لقمٰن ۱۴)	میرا شکر ادا کر اور ماں باپ کا بھی ادا کر۔

اگرچہ آیت کے اس حصہ میں والدین کا شکریہ ادا کرنے کا حکم فرمایا مگر اس سے پہلے اسی آیت میں ماں کی ممتاز حیثیت کو بیان فرمایا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

ماں کی ممتا

اگرچہ باپ بھی اولاد پر شفیق ہوتا ہے مگر ماں کی شفقت اس سے زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے عام محاورہ میں "ماں کی ممتا" مشہور ہے۔ اور یہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بعض دفعہ عین شباب میں شادی سے چند ہی دنوں کے بعد والد فوت ہو جانے پر یا بدقسمتی سے ماں کو طلاق دینے پر اپنے تمام سکھ چین، آرام اور ارمان قربان کر دیتی ہے اور اولاد کی تربیت کرتی ہے۔ اسی لیے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سعادتمند مگر دکھیاری ماں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"میں اور وہ عورت جس نے اپنی یتیم اولاد کی تربیت میں اپنی جوانی کی توانائی اور زیب و زینت کو قربان کیا قیامت کے

یُوں ہوں گے، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی مبارک ملا کر اشارہ فرمایا۔" (ترجمہ حدیث)

ماں خود نہیں کھاتی، بھوک برداشت کرلیتی ہے مگر اولاد کو بھوکا نہیں دیکھ سکتی۔ مندرجہ ذیل واقعہ سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ عنبر شمامہ کا درج کیا جاتا ہے ا۔

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بچیاں بھی تھیں، وہ عورت بھوکی تھی، میرے گھر میں صرف ایک ہی کھجور تھی وہ میں نے اس کو دیدی مگر اُس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیئے اور خود نہ کھایا اور پھر وہ چلی گئی، جب سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ ان بچیوں کی تربیت کی وجہ سے آزمائش میں ڈالے وہ بچیاں اس کو آگ سے بچالیں گی۔" (ترجمہ حدیث)

قرآنِ عزیز اور حدیث میں والدین کا مقام

قرآنِ عزیز میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ا۔

(۱) وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا | اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور

بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔
(النساء ع ۳۶)

اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(۲) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔
(العنکبوت ع ۸)

اور ہم نے پختہ حکم دیا انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا، اور اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں پھر تو ان کی بات نہ مان۔

(۳) وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ (الاسراء ع ۲۳)

اور حکم دیا تیرے رب نے کہ عبادت نہ کرو مگر صرف اُسی کی اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک کا، اگر پہنچ جائیں تیری زندگی میں بڑھاپے کو ایک اُن میں سے یا دونوں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا بلکہ اُن سے ادب کی بات کرنا۔

اِن آیاتِ کرامیہ میں ماں باپ دونوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ادب و احترام کا حکم دیا گیا مگر مندرجہ ذیل آیات میں والدہ کی ایک ممتاز حیثیت کو یاد دلا کر اس کی زیادہ خدمت اور احترام کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:۔

(۱) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ

اور ہم نے پختہ حکم دیا انسان کو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا، اُٹھایا

أُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ (الاحقاف ع ۱۵)

(الاحقاف ۱۵)

اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اور جنا اس کو تکلیف کے ساتھ اور اس کا حمل اور دودھ کا چھوڑانا تیس ماہ میں رہا۔

یعنی ابتداء حمل سے دودھ چھڑانے تک ماں تکالیف برداشت کرتی رہی مگر اس کو بُرا نہیں مانا بلکہ خوشی کے ساتھ اولاد کی خدمت کرتی رہی (یہ تکالیف بدنی طور پر رہیں بُرا نہیں منایا)

(۲) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصَالُهٗ فِىْ عَامَيْنِ (لقمٰن ع ۱۴)

اور ہم نے پختہ حکم دیا انسان کو ماں باپ کے ساتھ حُسن سلوک کا اور شکریہ ادا کرنے کا، خاص کر اس کی ماں نے اس کو اٹھائے رکھا دُکھوں پر دُکھ اٹھا کر اور اس کا ماں سے علیحدہ ہونا دو سال میں۔

یعنی ابتداء حمل سے دُکھوں پر دُکھ ماں نے اُٹھائے اور پھر دو سال تک ماں کے ساتھ اس طرح چمٹا رہا کہ ماں کے بدن کا جوہر (دُودھ اس کی خوراک) اور ماں کی گود یا بغل اس کا گہوارہ رہی، پھر بھی جب تک بچہ اپنی جان سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتا ماں اس کی نگرانی اور تربیت کرتی ہے۔ علماء کرام نے فرمایا کہ :۔

"اِن آیات میں ماں کی ممتاز حیثیت کو تین وجوہ سے بیان فرمایا ہے۔ ایک۱ تو حمل سے لے کر وضع حمل تک بدنی تکالیف ماں اُٹھاتی ہے اور دوسرا۲ وضع حمل کے وقت ہر ماں موت کے دروازہ تک

پہنچکر بچہ کو جنم دیتی ہے اور تیسرا دو اڑھائی سال تک اس کی گود اور اس کی بغل بچے کا گہوارہ ہوتی ہے جس میں وہ آرام اور اطمینان سے ماں کے بدن کا جوہر (دودھ) پیتا ہے"۔
اس لیے ان آیات میں والدہ کی حیثیت کو نمایاں بیان فرمایا ہے۔

ف:۔ اگرچہ نکاح وغیرہ احکام میں ولایت باپ کو حاصل ہے مگر خدمت اور احسان کے لیے والدہ کا حق زیادہ ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔ "حقِ والدہ از والد عظیم تر است"۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۱۰۶)

والدین کی اطاعت کی دنیاوی برکات

ایک انسان کے لیے سب سے بڑا مسئلہ رزق کا ہے اور صحت کا ہے، انسان کی ساری محنت ان دو چیزوں کیلئے ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور اسکے رزق میں کشادگی ہو تو وہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے جن میں پہلا درجہ والدین کا ہے"۔

سخت پریشانی سے نجات

ماں باپ کی اطاعت اور ان کی فرمانبرداری سے ایسی مصیبت بھی دور ہو

جاتی ہے جس کے دُور کرنے کے لیے کوئی بھی ذریعہ اور سبب نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی کسی اُمت کے تین مسافروں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ سفر پر تھے کہ موسلا دھار بارش نے اُن کو گھیر لیا، وہ اس سے بچنے کے لیے پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گئے، کچھ دیر بعد ایک بہت بڑی چٹان غار کے منہ پر آکر چپک گئی، جب بارش تھم گئی تو انہوں نے نکلنا چاہا مگر اتنی بڑی چٹان کا دھکیل کر دُور کرنا ان کے لیے ناممکن تھا، ان تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا تو وہ چٹان خود بخود ہٹ گئی اور وہ تینوں سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ ان تینوں میں سے ایک نے اپنا یہ نیک عمل اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کیا کہ:۔

”وہ چرواہا تھا، شام کو گھر آکر بکریوں کا دُودھ نکال کر سب سے پہلے ماں باپ کو پلاتا پھر بچّوں کو پلاتا، ایک دن وہ جب آیا تو ماں باپ دونوں سو چکے تھے اس نے ان کو خود جگانا مناسب نہ سمجھا، دُودھ کا پیالہ لے کر اُن کے سرہانے کھڑا ہو گیا، بچّے بھُوکے سو گئے، اِدھر ماں باپ ساری رات نہ جاگے مگر یہ بھی وہاں ہی انتظار میں کھڑا تھا یہاں تک کہ صُبح ہو گئی۔“

یہ عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ وہ چٹان خود بخود ہٹ گئی۔

حج مقبول کا ثواب

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

—— "جو آدمی اپنے ماں باپ کے چہرہ کو ادب، احترام اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اُس کو ہر نظر کے بدلے میں مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔" (ترجمۂ حدیث)

ف :۔ کسی کے حج کو یقین کے ساتھ حج مقبول نہیں کہا جا سکتا اُمید اُمید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا مگر ماں باپ کے چہرہ کو احترام اور ادب کے ساتھ دیکھنے سے جس حج کا ثواب ملتا ہے اسے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج مبرور) یعنی مقبول حج قرار دیا۔

موت کا آسان ہونا

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

—— "تین اعمال جس مسلمان میں ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کی موت آسان فرما دے گا اور اس کو اپنی جنت میں داخل فرما دے گا۔ کمزور دل سے نرمی کا برتاؤ، ماں باپ پر شفقت اور غلام کے ساتھ اچھا سلوک۔" (مشکوٰۃ)

ان سب ارشادات میں نبیِّ رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی اطاعت، ادب اور محبت کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے مگر ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کو ممتاز طریقہ پر ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان نے سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں، اُس نے پوچھا پھر! تو فرمایا تیری ماں، اُس نے پوچھا پھر! تو فرمایا: تیری ماں، اُس نے پوچھا پھر تو فرمایا تیرا باپ۔ (بخاری و مسلم)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین میں سے ماں کو خصوصی مقام عطا فرما کر اولاد کو ماں کی طرف زیادہ توجہ دینے کا ارشاد فرمایا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ:۔

- ماں اولاد کی پیدائش بلکہ اس سے بھی پہلے سے لے کر اچھا سمجھدار ہونے تک ان کی خدمت کرتی ہے اس لیے وہ زیادہ حقدار ہے۔
- ماں کا دل بہت زیادہ نرم ہوتا ہے، ہو سکتا ہے ناراضگی میں بددُعا کر جائے تو اولاد مشکل میں پڑ جائے گی۔
- والد سے عموماً اولاد ڈرتی ہے اور ماں سے کم ڈرتی ہے، اس لیے بھی زیادہ تاکید فرمائی کہ ماں کا زیادہ خیال رکھا جائے۔ (واللہ اعلم)

چنانچہ بعض ارشادات میں ماں کی خصوصی اطاعت اور محبت کو ممتاز طریقہ پر فرمایا۔ جیسا کہ:۔

(۱) ماں کی خدمت کا درجہ جہاد سے بھی زیادہ ہے

حضرت طلحہ بن معاذ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دربارِ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر جہاد پر جانے کی درخواست کی تو آپ نے پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ میں نے عرض کیا حضور میری والدہ زندہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْزِمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةَ	اس کے قدموں میں بیٹھنا لازم کر لے پس وہاں جنت ہے۔

(۲) گناہ کی معافی

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ	میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:۔

هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ	کیا تیری ماں ہے؟

اس نے کہا حضور میری ماں تو نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ	کیا تیری خالہ ہے؟

اس نے عرض کیا حضور خالہ تو ہے، تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَبِرَّهَا، پس تو اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کر۔

یعنی خالہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ تیرا وہ بڑا گناہ معاف فرما دے گا۔

ف :- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کو ماں فرمایا ہے :-

الخالۃ بمنزلۃ الاُم (بخاری ومسلم)	خالہ بھی ماں کے قائم مقام ہے۔

(۳) اعمال کی قبولیّت

صحیح حدیث میں ہے کہ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ میں نے جنت میں کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سُنی تو جبریل امین سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ آپ کے صحابی حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی تلاوت کی آواز ہے، وہ قرآن عزیز کی تلاوت تو زمین پر کر رہا ہے مگر اس کی یہ تلاوت جنّت میں سنائی دے رہی ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ۔	اور یہ حارثہ بن نعمان اپنی ماں کا بڑا تابعدار اور خدمت گذار تھا۔ رضی اللہ عنہ

والدین کی وفات کے بعد

والدین یا صرف ایک کی وفات کے بعد اولاد کے ذمّہ حقوق ہیں۔ سیدالانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

(۱) اگر ماں باپ نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو (اور وہ شریعت کے خلاف نہ ہو) تو اُس وعدہ کا پورا کرنا اولاد کے ذمّے لازم ہے۔

(۲) باپ کے احباب اور ماں کی سہیلیوں کا ادب اور احترام کرنا ضروری ہے۔

(۳) ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعاءِ مغفرت کرنا یہ بھی اولاد کے ذِمّے

لازم ہے۔ (ترجمہ حدیث)

سعد نامی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ:۔
"میری والدہ ماجدہ فوت ہو گئی ہیں میں چاہتا ہوں کہ ایسا کام کروں جس سے اس کو ثواب ملتا رہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کا کنواں کھود دے، چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا جو بئیر اُمِّ سعد (سعد کی ماں کا کنواں) کے نام سے مشہور رہا۔"

مدینہ منورہ کے مشہور مؤرخ علامہ نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے زمانہ میں بھی جرار اُمِّ سعد کے نام پانی کے مٹکے مشہور تھے جن میں پانی بھرا رہتا تھا تاکہ پیاسے پیاس بجھا سکیں۔ (وفاء الوفاء)

ہو سکتا ہے کنواں بند ہو گیا ہو تو اس جگہ مٹکے رکھ دیئے گئے ہوں یا کنوئیں ہی سے پانی نکال کر مٹکوں میں بھر دیا جاتا ہو۔

ماں باپ کے لیے استغفار (یعنی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے) کی کئی صورتیں ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مغفرت کرنی، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ (نوح ۲۸)	"اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی۔"

مالی طور پر صدقہ خیرات کرنی: جس میں پانی کا صدقہ زیادہ بہتر ہے یعنی کنواں کھودنا، تالاب بنانا، جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، یا کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دے اور اس کا ثواب اپنے والدین کی روح کو پہنچا دے۔

ابو الشکور سالمی نے کتاب التمہید[1] میں فرمایا ہے کہ: "میں نے خواب میں سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، میں نے سُنا کہ آپ نے فرمایا جو آدمی ہر جمعہ کے دن دو درہم صدقہ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔" (صفحہ ۱۵۶)

اس سے کئی فائدے ہوں گے مثلاً:۔

(۱) ماں باپ کی مغفرت کی اُمید، کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"میت قبر میں اُس ڈوبنے والے کی طرح ہوتا ہے جو اپنے بچنے کے لیے فریاد کر رہا ہو، میت دُعا کا منتظر رہتا ہے کہ اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار اس کے لیے دعاءِ مغفرت کرے۔" (خلاصۃ الحدیث)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرنے والی اولاد کو مرنے کے بعد بھی نافع قرار دیا ہے، "او ولد صالح یدعو لہ" (الحدیث)

(۲) اپنی موت یاد آجائے گی۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ "تمہیں موت یاد دلائے گی۔"

(۳) نسب کا ثبوت رہے گا جو کئی وجوہ سے ضروری ہے، اگر آدمی اپنے باپ کی قبر پر فاتحہ کے لیے نہیں جاتا اُسے کیا پتہ ہے کہ اس کا باپ کہاں دفن ہے؟ کہاں

---

[1] یہ کتاب التمہید ابو الشکور محمد بن عبد السید بن شعیب الکشی السالمی الحنفی کی تالیف ہے (کشف) اگرچہ تاحال ان کے سالِ وفات کا احقر کو علم نہیں مگر انہوں نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی ہے کہ انہوں نے سنہ ۴۶۰ھ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ کتاب سلطان علاؤ الدین خلجی کے زمانہ میں داخلِ نصاب تھی۔ (از حیات شیخ عبد الحق رح)

آیا اور کب فوت ہوا؟

(۴) قبر پر جانے سے گناہوں کی مغفرت ہو سکتی ہے، جیسا کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ماں باپ یا کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ احسان، نیکی کرنے والا لکھا جائے گا۔" (مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں یہ بھی فرمایا کہ: "اسے حج کا ثواب ملے گا۔" (دلیل الفالحین ج ۳ ص ۱۶)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا والدہ کی قبر کی زیارت فرمانا

سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ حدیبیہ کے لیے ابواء کے قریب سے گذرے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی ہے، چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور قبر کی مٹی کو درست فرمایا اور روتے رہے۔ حاضرین بھی رو پڑے، آپ نے فرمایا مجھے ماں کی شفقت کی وجہ سے رونا آ گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل روایت ہے کہ:۔

ایک دن سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ہم بھی حاضرِ خدمت تھے، یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں رونق افروز ہو گئے اور ہم کو باہر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور خود کئی قبروں سے گذرتے ہوئے ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے، دھیمی آواز سے کچھ فرماتے رہے کہ اچانک آپ کے زور سے رونے کی آواز نے ہم سب کو متاثر کیا اور ہم سب لوٹے واپسی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس تم نے مجھے روتے دیکھا ہے یہ میری والدہ آمنہ بنت وہب کی قبر ہے، میں نے اپنے رب کی اجازت سے زیارت کی ہے۔ [1]

رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ کا احترام

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہیں آپ کو دودھ پلایا اور خدمت کی سعادت بھی حاصل کی، فتح مکہ کے بعد آپ غزوۂ حنین کے لیے تشریف لے گئے اور فتح کے بعد مالِ غنیمت میں ملنے والی بھیڑ بکریوں کو ذبح فرما کر گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت پردہ کرتے ہوئے سامنے آئی تو اس کے استقبال کے لیے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر مبارک بچھا کر ان کو بٹھایا۔

صحابۂ کرامؓ نے ایک دوسرے کو تعجب سے پوچھا کہ یہ کون سی سعادتمند عورت ہے؟ تو بتایا گیا کہ حلیمہ سعدیہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی طرف ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے ثویبہ کا دودھ پیا تھا، آپ نے ان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک جاری رکھا، مدینہ منورہ سے ثویبہ کو کھانے پینے کی اشیاء اور کپڑے ارسال فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] اُمّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۸۹ بحوالہ طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۷۷، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، اخبار مکہ

آیا کا احترام

حضرت عبداللہ کی ایک لونڈی تھی جس کا نام برکتہ اور کنیت اُمِّ ایمن تھی۔
جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اور واپسی
اَبواء کے مقام پر آپ کی وفات ہوئی تو اُس وقت بھی اُمِّ ایمن آپ کے ساتھ
تھیں، والدہ ماجدہ کو دفن کرنے کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر
مکہ مکرمہ تشریف لائیں۔ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ رسالت پر یہ بھی
مشرف بہ اسلام ہوئیں مگر آپ کے ساتھ ہجرت نہ کر سکیں۔ حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد تن تنہا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئیں، کچھ راستہ
طے کر لیا تھا کہ جو پانی پینے کے لیے پاس تھا وہ ختم ہو گیا اور سخت پیاس لگی،
آسمان سے پانی کا ایک ڈول اُترا جس سے آپ نے سیر ہو کر پانی پی لیا، اس کے
بعد جب تک زندہ رہیں آپ کو کبھی بھی پیاس نہ لگی، بشری تقاضہ کے پیشِ نظر
کبھی کبھی سخت دھوپ میں کھڑی ہو جاتیں کہ شاید پیاس لگے مگر کبھی پیاس نہ
لگی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے۔ آپ کے بعد
ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے ہاں تشریف لیجاتے تھے،
آپ کا ۲۵ھ ہجری میں وصال ہوا اور مدینہ منورہ کے قبرستان میں آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح اپنے محبوب صحابی زید بن حارثہ رضی
کے ساتھ فرمایا تھا جن سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (زاد)

غیر مسلمہ ماں کا احترام

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کے ساتھ عارضی صلح کے زمانہ میں میری ماں (جو کہ اُس وقت مشرکہ تھی) مدینہ منورہ آئی اور مجھ سے ملاقات کی خواہش کا پیغام بھیجا تو میں نے سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا :۔ نَعَمْ صِلِیْھَا (ترجمہ "درست ہے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔"

(ف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ظہورِ اسلام سے پہلے قُتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے اُس زمانہ کے مطابق نکاح کیا تھا پھر اسے ظہورِ اسلام سے پہلے ہی طلاق کر دیا تھا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی سے پیدا ہوئیں۔ (دلیل الفالحین جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

والدین کی ناراضگی کی سزا دنیا میں

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کرم کی وجہ سے سب گناہوں کی پوری سزا قیامت کے دن تک ملتوی فرما دی ہے اور اس دن بھی جسے چاہے گا سزا دے گا جسے چاہے معاف فرما دے گا اور اس کی رحمت اور برکت سے معافی کا امکان بہت زیادہ ہے مگر والدین کی نافرمانی کی سزا موت سے پہلے دُنیا میں بھی مل جاتی ہے، جیسا کہ

جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد میں موجود ہے جسے امام حاکم اور محدث اصبہانی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱) اور ایسے کئی واقعات پہلی اُمتوں میں بھی ہوئے ہیں، جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

——"پہلی امتوں میں ایک عالم (پادری) جریج نامی تھا جو اپنے دین کے مطابق بڑا عبادت گذار تھا اور وہ اپنے گرجے میں ریاضت کرتا تھا۔ ایک دن اسے اس کی والدہ نے بلایا مگر وہ عبادت پوری کرنے تک ماں کے پاس نہ گیا، ماں نے انتظار میں یہ بددُعا کی کہ تجھے موت سے پہلے ایسی ملامت لگ جائے کہ تُو رسوا ہو جائے۔ چنانچہ ایک چرواہا لڑکی کا ناجائز بیٹا ہوا تو اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ اس پادری کا ہے، لوگوں نے جوش میں آکر اس کے گرجے کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کی بڑی ذلت اور رسوائی کی (وہ اس کا پس منظر سمجھ گیا اور خلوصِ دل کے ساتھ توبہ کی) تو وہ چند دنوں کا بچہ بول پڑا کہ یہ پادری بے گناہ ہے اور یہ بچہ فلاں چرواہے کا ہے، اس پر اس شہر کے لوگوں نے معافی مانگی اور اسے وہ گرجا سونے چاندی کا بنا دینے کی پیشکش کی"——

وہ پادری سمجھ گیا کہ یہ میری والدہ کی بددُعا کا اثر ہے۔

تنبیہ | بعض خشک قسم کے صوفی اور سالک حقوق العباد ادا نہیں کرتے، حالانکہ حقوق العباد کا ادا کرنا نفلی عبادات سے زیادہ افضل اور ضروری ہے۔

چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

——"اگر جریج صرف راہب ہوتا بلکہ عالم بھی ہوتا تو وہ سمجھتا کہ ماں کی اطاعت اور اسکی خوشنودی اس عبادت سے زیادہ ضروری اور زیادہ افضل ہے"——(اسد الغابہ جلد ۲ ص ۶۴)

(۲) عوّام بن خوشب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے ایک مرتبہ اپنے سفر کے دوران ایک آبادی میں کچھ دیر کے لیے قیام کیا، اس آبادی کے قریب ہی قبرستان تھا، نمازِ عصر کے بعد اس قبرستان میں ایک قبر پھٹی اور اس سے ایک ایسی شکل باہر آئی جس کا سر تو گدھے کا تھا اور باقی بدن انسان کا تھا، اُس نے تین بار گدھے کی طرح ہینک لگائی اور پھر قبر میں داخل ہو گیا اور قبر مل گئی، اس آبادی میں ایک عورت نے ایک بوڑھی عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بوڑھی اس گدھا نما انسان کی والدہ ہے، یہ شراب کا سخت رسیا تھا، اس کو والدہ نصیحت کرتی کہ اس حرام کو چھوڑ دے مگر وہ جواب میں کہتا کہ وہ گدھے کی طرح ہینکتی رہتی ہے، اسی حالت میں یہ عصر کے بعد فوت ہو گیا، اب روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور یہ تین بار گدھے کی طرح آواز نکال کر پھر قبر میں چھپ جاتا ہے اور قبر مل جاتی ہے" ——— یہ روایت امام اصبہانی رحؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ (الترغیب والترہیب للمنذری جلد ۳ صفحہ ۳۳۳)

والدین کے رُوح کو خوش کرنا

نبیٔ رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے والدین اُس سے ناراض دُنیا سے چلے گئے ہوں وہ ان کے لیے ایصالِ ثواب کرتا رہے وہ اس سے راضی ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

لہ عوام رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام خوشب ہے جو کہ صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احسان اور ادب کی حدود

کسی بھی وقت کسی بھی حالت میں والدین کی ناراضگی خطرناک ہوتی ہے، جب تک وہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں۔ ایسی حالت میں ان کی اطاعت نہ کرے، فرمایا:-

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ز (لقمٰن ع ۱۵)

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اُس چیز کو، جو تجھ کو معلوم نہیں تو اُن کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دُنیا میں دستور کے موافق۔

اسی کی تفسیر کرتے ہوئے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِىْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

کسی مخلوق کی اس وقت اطاعت نہ کی جائے جب خالق کی نافرمانی ہوسکے۔

مگر ایسی حالت میں بھی ادب اور احترام کا لحاظ ضروری ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے غیر مسلم والد کے ساتھ جو گفتگو فرمائی ہے اُس میں چار بار یَا اَبَتِ کا کلمہ ذکر ہے یعنی اپنے باپ کو کافر وغیرہ عنوان سے خطاب نہیں فرمایا۔

اسی طرح اگر اُن کی کسی دُنیاوی فرمائش کو پورا نہ کرسکے تب بھی ترش روئی

سے کلام نہ کرے بلکہ :۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ○

(سورۃ الاسراء ۲۸)

اور اگر کبھی تغافل کرے تو اُن کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے اُن کو بات نرمی کی۔

یعنی اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ان کے ارشاد کی تعمیل میں کچھ تاخیر ہو تو ان کو کورا، مایوس کن جواب نہ دیا جائے بلکہ ادب اور احترام کے لہجہ میں ان سے امید افزا بات کی جائے، خصوصاً ایسی حالت میں کہ عمر کے تقاضا کے لحاظ سے وہ بدنی طور پر کمزور اور کم حوصلہ ہو چکے ہوں تو ان کے ادب اور احترام اور دلجوئی کا خاص خیال رکھا جائے، ارشادِ قرآنی ہے :۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

(سورۃ الاسراء ۲۳، ۲۴)

اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک اُن میں سے یا دونوں تو نہ کہہ اُن کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ اُن سے بات ادب کی، اور اور جھکا دے اُن کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔

نے فرمایا :۔

"اگر تُو اس بچے کو ویسے بُلا لیتی اور کوئی چیز نہ دیتی تو تجھ پر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔" (ترجمہ حدیث)

اس سے ایک تو تنبیہ فرمائی کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی دھوکہ کرنا گناہ ہے اور دوسرا یہ بھی ہے کہ اگر ماں دھوکے سے بلائے گی تو بچے کو بھی جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کی عادت ہو جائے گی۔

والدین کو مندرجہ ذیل دُعا پڑھنی چاہیے :۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝

(سورۃ الاحقاف ع ۱۵)